ڈاکٹر جمیلہ شوکت - پشاور یونیورسٹی

قسط ۲

ناصر الحدیث حضرت امام شافعیؒ

کشف الظنون میں مندرجہ ذیل کتابیں دی گئی ہیں۔

۱۔ کتاب ابی عبداللہ محمد بن سلامہ القضاعی المتوفی ۴۵۴ھ
۲۔ کتاب ابی الحسن محمد بن الحسن السجستانی الابری المتوفی ۳۶۳ھ
۳۔ کتاب ابی الحسن محمد بن عبداللہ الرازی المتوفی ۳۴۷ھ
۴۔ کتاب الامام داؤد ظاہری صاحب المذہب المتوفی ۲۷۰ھ
۵۔ کتاب ابی المنصور عبدالقادر بن طاہر البغدادی المتوفی ۴۲۹ھ
۶۔ کتاب عبداللہ بن ایوب بن شاکر القطان
۷۔ کتاب امام الحرمین ابی المعالی عبدالملک بن عبداللہ الجوینی المتوفی ۴۷۸ھ
۸۔ کتاب احمد بن حسین البیہقی المتوفی ۴۷۸ھ
۹۔ کتاب ابی محمد بن الفرات اسماعیل بن احمد الہروی الرخسی المتوفی ۴۱۴ھ
۱۰۔ کتاب ابی علی الحسن بن الحسین الہمدانی المتوفی ۵۵۵ھ
۱۱۔ کتاب ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الحاکم النیشاپوری المتوفی ۴۰۵ھ
۱۲۔ کتاب ابی عبداللہ بن یوسف الجرجانی القاضی المتوفی ۴۸۹ھ
۱۳۔ کتاب عبدالرحمٰن بن حاتم الرازی المتوفی ۳۲۷ھ
۱۴۔ کتاب امام فخر الدین محمد بن عمر الرازی المتوفی ۶۰۶ھ
۱۵۔ کتاب ابی عبداللہ محب الدین محمد بن محمود بن النجاری البغدادی المتوفی ۶۴۳ھ
۱۶۔ کتاب امام ابی الفضل احمد بن حجر العسقلانی المتوفی ۸۵۸ھ
۱۷۔ کتاب حسین بن جرکاہ الہمدانی المتوفی ۸۷۸ھ
۱۸۔ کتاب امام عماد الدین ابی الفداء اسماعیل بن کثیر الدمشقی
۱۹۔ کتاب امام برہان الدین ابراہیم بن عمر الجعفری المتوفی ۷۳۲ھ

۲۰۔ کتاب القاضی تقی الدین ابی بکر بن احمد شہبہ الادمشقی المتوفی ۸۵۱ھ

۲۱۔ کتاب امام نصر بن ابراہیم المقدسی المتوفی ۴۹۵ھ [1]

مندرجہ بالا حالات زندگی کے بعد اب دیکھنا یہ ہے کہ امام شافعی کو جو ناصر الحدیث کہا گیا ہے تو حدیث میں آپ کا مقام کیا ہے؟ اور آپ نے کس حد تک حدیث کی خدمات سرانجام دی ہیں۔

ابوحاتم الرازی فرماتے ہیں۔ لولا الشافعی لکان اصحاب الحدیث فی العمی

یعنی اگر امام شافعی نہ ہوتے تو اصحاب حدیث تاریکی ہی میں رہتے [2]

اسی طرح امام محمد کا ارشاد ہے۔ کان اصحاب الحدیث رقوداً حتی جاء الشافعی فا یقضھم

یعنی اصحاب حدیث سوئے ہوئے تھے کہ امام شافعی نے بیدار کیا۔

اگر ہم دوسری صدی ہجری پر نظر ڈالیں تو لاتعداد مفکرین اور علما نظر آئیں گے جنہوں نے دنیائے اسلام کو علم وحکمت کی روشنی سے منور کیا۔ لیکن اس صدی میں سب سے زیادہ منفرد اور نمایاں شخصیت امام شافعی کی ہے جنہوں نے تمام تر علوم اسلامیہ اور خصوصاً حدیث کے میدان میں جو خدمات انجام دی ہیں اور اس میں جس اعلیٰ مقام پر آپ پہنچے ہیں اور آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے آپ نے جو راہیں استوار کی ہیں ان میں آپ کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ یہاں تک کہ امام احمد بن حنبلؒ کا یہ قول کہ "جس کسی کے ہاتھ میں قلم دوات ہے یعنی وہ حدیث لکھتا ہے اس کی گردن پر امام شافعی کا احسان ہے [3]

اس کے علاوہ امام احمد بن حنبل اکثر فرمایا کرتے تھے۔ "ما علمنا المجمل من المفسر ولا ناسخ حدیث رسول اللہ من منسوخہ حتی جالسنا الشافعی" یعنی مجھے مجمل ومفسر اور ناسخ ومنسوخ حدیث کی پہچان اس وقت تک نہ ہوئی تھی جب تک کہ میں امام شافعی کے پاس نہ بیٹھا تھا۔

اس عظیم محدث نے علم حدیث میں عالم اسلام کی کیا خدمت کی ہے اس کا اندازہ ان کی تصانیف کو دیکھ کر ہوتا ہے۔ کہ ان کا یہ کتنا بڑا احسان ہے۔ پہلی صدی ہجری میں جب فتنہ انکار حدیث اٹھا تو عمر بن عبدالعزیز نے اس خیال سے کہ کہیں حدیث ضائع نہ ہو جائے علمائے وقت کو حدیث مدون کرنے کا حکم دیا۔ تو اس وقت ابن شہاب الزہری نے رسالہ المتطرفہ لکھا۔ اور مکہ میں ابن جریج ۱۵۰ھ مدینہ میں ابن اسحاق ۱۵۱ھ اور امام مالک ۱۷۹ھ، ربیع بن صبیح ۱۶۰ھ۔ سعید بن ابی عروبہ ۱۵۶ھ۔ اور حماد بن سلمہ ۱۷۶ھ نے بصرہ میں سفیان ثوری ۱۶۱ھ نے کوفہ میں، امام اوزاعی ۱۵۶ھ نے شام میں۔ ہیثم ۱۸۹ھ نے واسط میں اور

---

[1] اتحاف النبلاء صفحہ ۳۴۲ [2] مراۃ الجنان جلد ۲ صفحہ ۲۳

المعمر ۱۵۴ھ نے یمن میں اور جریر بن عبدالحمید اور ابن المبارک نے خراسان میں حدیث لکھی لیکن سوائے الموطا امام مالکؒ، آثار امام محمدؒ اور مسند امام شافعیؒ کے کوئی بھی کتاب ہم تک نہیں پہنچی۔[1]

فتنۂ انکار حدیث کے سدِ باب کے لئے حدیث کی جرح و تعدیل کے پیمانے مقرر کئے۔ اسماء الرجال کا عظیم فن مدون کیا۔ رواۃ کی ثقاہت و عدالت کا لحاظ بھی کیا جانے لگا اور کتب احادیث کو مدون کیا گیا۔ اس کے علاوہ ناسخ و منسوخ کے علم کی بھی تدوین ہوئی۔ علم حدیث کے ان علماء میں امام شافعیؒ کا نام السابقون الاولون کی صف میں آتا ہے۔

تدوین و کتابت حدیث کے متعلق امام شافعی کی کتاب "مسند" ہے یہ ان احادیث کا مجموعہ ہے جنہیں خود امام صاحب نے اپنے شاگردوں کے سامنے سند کے ساتھ بیان کئے۔ ان میں جو احادیث ابوالعباس محمد بن یعقوب الاصم نے ربیع بن سلیمان المرادی سے سن کر "کتاب الام" اور "المبسوط" میں جمع کی ہیں انہیں یکجا کر کے "مسند" امام شافعیؒ نام رکھا گیا ہے۔ ربیع بن سلیمان نے سوائے چار احادیث کے جو بواسطہ البویطی ہیں تمام احادیث کو امام شافعیؒ سے سنا ہے۔

اسی طرح آپ نے جب اصول فقہ و حدیث متعین فرمائے تو آپ نے "کتاب الرسالۃ" لکھی۔ اس کتاب کو آپ نے دو مرتبہ تالیف کیا۔ اس لئے علماء اسے دو الگ الگ کتابیں سمجھتے ہیں یعنی الرسالہ الجدیدہ اور الرسالہ القدیمہ۔

جہاں تک الرسالہ القدیمہ کا تعلق ہے اسے امام شافعیؒ نے مکہ کے امام حافظ عبدالرحمٰن بن مہدی کے کہنے پر تالیف فرمایا۔ امام حافظ عبدالرحمٰن نے آپ کو لکھا کہ میرے لئے کوئی ایسا رسالہ تالیف کیجیے جس سے معانیٔ قرآن سمجھنے کا طریقہ، حدیث کے رد و قبول کا معیار، حجیت اجماع کا ذکر اور قرآن و سنت کے ناسخ و منسوخ ہونے کا ذکر ہو۔ پس آپ نے "کتاب" الرسالۃ" لکھی۔[2]

ایک اور روایت کے مطابق آپ نے الرسالۃ کو عراق میں لکھا۔ علی بن المدینی فرماتے ہیں کہ میں نے امام شافعیؒ سے کہا کہ عبدالرحمٰن بن مہدی اپنے خط کے جواب کا منتظر ہیں تو آپ نے یہ رسالہ عراق سے حارث بن سریج النقال الخوارزمی البغدادی کے ہاتھ عبدالرحمٰن بن مہدی کی خدمت میں روانہ کیا۔

فخرالدین الرازی مناقب شافعی میں لکھتے ہیں کہ آپ نے یہ رسالہ بغداد میں تالیف کیا اور جب آپ مصر چلے گئے تو الرسالہ الجدید لکھا۔ قدیم رسالہ ضائع ہو چکا ہے اور جو رسالہ موجود ہے وہ الرسالۃ الجدید ہے۔

---

[1] الحدیث والمحدثون ص ۲۴۴، ۲۴۵ [2] مقدمہ کتاب الرسالہ ص۱۱

یہ رسالہ آپ نے ربیع بن سلیمان کو املاء کروایا تھا۔ امام شافعیؒ نے اس کا نام الرسالہ نہیں رکھا بلکہ وہ اسے کتابی کتابنا اور الکتاب کے نام یاد کرتے تھے۔ اور چونکہ اسے عبدالرحمٰن بن مہدی کی طرف ارسال کیا گیا تھا اس لیے اسے الرسالۃ کا نام دیا گیا۔[1]

کتاب الرسالۃ وہ پہلی کتاب ہے جو اصول فقہ و اصول حدیث پر لکھی گئی۔ الرازی مناقب شافعیؒ میں فرماتے ہیں کہ امام شافعی سے پہلے اصول فقہ میں لوگ استدلال و معارضہ کیا کرتے تھے لیکن بوقت ضرورت رجوع کرنے کے لیے ان کے پاس کوئی قانون نہ تھا۔ پس امام صاحب نے اصول فقہ کا استنباط کر کے لوگوں کے لیے قانون بنا دیا۔

بدرالدین الزرکشی " البحر المحیط فی الاصول" میں فرماتے ہیں کہ " شافعی سب سے پہلے شخص ہیں جنہوں اصول فقہ کو مدون کیا۔ ان میں الرسالۃ، کتاب احکام القرآن، اختلاف الحدیث، ابطال الاستحسان، کتاب اجماع العلم اور کتاب القیاس شامل ہیں۔

احمد بن محمد الشاکر فرماتے ہیں کہ یہ کتاب صرف اصول فقہ ہی نہیں بلکہ اصول حدیث بھی ہے کیونکہ اس میں خبر واحد اور اس کی صحت، حدیث کی شروط صحت، راویوں کی عدالت مرسل و منقطع، خبر کے رد کی وجوہات وغیرہ بھی شامل ہیں۔

عبدالرحمٰن بن مہدی فرماتے ہیں کہ جب میں نے الرسالۃ دیکھا تو میرے حواس گم ہو گئے کیونکہ میں ایک عاقل فصیح و ناصح آدمی کا کلام دیکھ رہا تھا اور میں انہیں اس رسالہ کے باعث اپنی دعاؤں میں شامل کرتا ہوں۔

امام شافعیؒ کا یہ الرسالۃ الجدید ربیع بن سلیمان کے ہاتھ کا لکھا ہوا دار الکتب مصریہ میں موجود ہے۔

المزنی فرماتے ہیں میں نے اس رسالہ کو سو مرتبہ پڑھا اور ہر دفعہ جدید فائدہ حاصل کیا۔[2]

اس رسالہ میں آپ نے مندرجہ ذیل اصول دین پیش کیے۔

۱۔ دین میں اصل قرآن و حدیث ہیں اگر ان سے استدلال نہ ہو سکے تو پھر قیاس جو قرآن و حدیث کے مطابق ہو۔

۲۔ جب حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بسند صحیح اور متصل مل جائے تو اس پر عمل لازمی ہے۔

۳۔ حدیث ہمیشہ اپنے ظاہری معانی پر محمول ہونی چاہیے اور جب اس میں متعدد معانی کا احتمال ہو تو جو معنی ظاہر حدیث کے قریب ہوں تو وہ لیے جائیں گے۔

۴۔ صحابہ کرام کا اجماع خبر واحد سے بالاتر ہے اور اجماع صحابہ نہ ہونے پر واحد قابل عمل ہے۔

---

[1] مقدمہ کتاب الرسالہ صفحہ ۱۲   [2] تاریخ المشاہیر صفحہ ۱۵

۵۔ حدیث خواہ کسی درجہ کی ہو قرآن کی ناسخ نہیں ہو سکتی ۔

۶۔ جب چند احادیث باہم متعارض ہوں تو ان پر غور کرنا چاہیئے کہ رواۃ کیسے ہیں۔ دوسرے احکام کی ترتیب تیسرے صحابہ کا تقدیم و تاخیر ایمان پر لحاظ کرنا چاہیئے ۔

۷۔ حدیث مرسل بجز سعید بن المسیب ناقابل قبول ہے ۔

۸۔ حدیث موقوف، منقطع کی حیثیت، حدیث متصل صحیح کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں ۔

۹۔ آپ کے دور میں اقوال صحابہ بھی جمع ہو گئے تھے اور بعض اقوال صحیح احادیث کے خلاف تھے اس لئے امام شافعی نے طے کیا کہ صحیح حدیث کے مقابلہ میں اقوال صحابہ کوئی حیثیت نہیں رکھتے اور یہ فرمایا " هم رجال ونحن رجال ۔

۱۰۔ ہر عام حکم میں مستثنیات بھی ہوتے ہیں اور عام قطعی نہیں ہوتا ۔

۱۱۔ جلب منفعت سے دفع مضرت اولیٰ ہے ۔

اس سے پہلے کہ حدیث مرسل کے متعلق امام شافعی کی رائے بتائی جائے مختصراً حدیث مرسل کا تعارف ضروری ہے حدیث مرسل اس حدیث کو کہتے ہیں کہ راوی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قول یا فعل بیان تو کر دیتا ہے مگر سلسلہ روایت کو تابعی تک ختم کر دیتا ہے ۔ صحابہ میں سے کسی کا نام نہیں لیتا ۔ مرسل خفی اسے کہتے ہیں کہ ایسا صحابی روایت کرے جس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ کو خود دیکھا ہو مگر کسی بھی روایت سے اس حدیث کا سننا ثابت نہ ہو بلکہ وہ کسی دوسرے صحابی سے روایت کرے مگر اس کا نام نہ لے۔[۱]

امام حاکم کا بیان ہے یہ قسم فن حدیث میں انتہائی مشکل ہے اور اس پر عبور کسی متبحر عالم کو ہی ہو سکتا ہے ۔

اکثر مرسل روایتیں اہل مدینہ میں سے سعید بن المسیب ۔ اہل مکہ میں سے عطاء ابن ابی رباح ۔ مصر میں سے سعید بن ابی ہلال ۔ شام سے مکحول ۔ اہل بصرہ سے حسن بصری اور اہل کوفہ میں سے ابراہیم بن یزید النخعی روایت کرتے ہیں۔[۲]

محدثین کے ایک گروہ کا خیال ہے کہ مراسیل قابل قبول نہیں مثلاً ابن قیم اس حدیث کو بالکل رد کر دیتے ہیں ۔ امام النووی التقریب میں ان کے دلائل کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حدیث مرسل جمہور محدثین اور اکثر فقہا کے نزدیک ضعیف ہوتی ہے ۔ علماء اصول اس کی وجہ یہ بتاتے ہیں کہ جب مجہول الحال راوی کی روایت قابل قبول نہیں حالانکہ اس کا نام معلوم ہوتا ہے تو مرسل روایت کیونکر قابل قبول ہو سکتی ہے کیونکہ اس میں راوی کا نام سرے سے

---

[۱] سیرت الائمہ اربعہ صہ ۴۵۰ - [۲] ایضاً

مذکور ہی نہیں ممکن ہے کہ وہ صحابی ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ تابعی ہو اور دوسری صورت میں اس کے ثقہ اور غیر ثقہ ہونے کا احتمال بھی ہے ان وجوہات کی بنا پر حدیث مرسل ناقابل قبول ہے [۱]

اس کے برعکس فقہاء حدیث مرسل کو قبول کرتے ہیں۔ امام مالکؒ کو راوی عادل و ضابط مل جائیں تو وہ مرسل روایات قبول کر لیتے ہیں۔ اسی طرح امام ابو حنیفہؒ بھی مراسیل کو قبول کرتے ہیں بشرطیکہ راوی لائق اعتماد ہوں۔

لیکن ان تمام فقہاء اور جمہور محدثین کے برعکس امام شافعیؒ نے مراسیل کے متعلق متوسط اور قرین قیاس رویہ اپنایا ہے۔ آپ نے نہ تو انہیں رد کیا ہے اور نہ ہی قبول کیا ہے بلکہ آپ نے مندرجہ ذیل شرائط کے ساتھ مراسیل کو قبول کیا ہے اور یہ شرائط راوی اور روایت دونوں میں ہونی چاہئیں۔ ان میں اگر کوئی شرط مفقود ہو تو وہ رد کر دیتے ہیں۔

راوی کے لئے شرط یہ ہے کہ وہ کبار تابعین میں سے ہو۔ مثلاً سعید بن مسیب اور حسن بصری وغیرہ۔ اور روایت کے لئے شرط یہ ہے کہ اس کا کوئی گواہ موجود ہو جس کی بنا پر اس کی قبولیت کا پہلو راجح ہو جائے اور یہ چاروں طریقوں سے ممکن ہے۔

۱۔ وہ حدیث کسی دوسرے طریقے سے سنداً روایت کی گئی ہو اور اس کے راوی بڑے قابل اعتماد اور حفاظ حدیث ہوں۔

۲۔ وہ حدیث کسی دوسرے طریق سے مرسلاً مروی ہو اس کا مرتبہ قسم اول سے فروتر ہو۔

۳۔ قول صحابی اس کی تائید کرے کیونکہ اس سے واضح ہوتا ہے کہ صحابی بھی اسے معتبر سمجھتے تھے۔

۴۔ علماء کے ہاں معمول اور مفتی بہ ہو اور یہ قبول مرسل کی ادنیٰ ترین شہادت ہے۔

امام شافعیؒ کی رائے میں مرسل کا درجہ متصل سے کم ہے یہی وجہ ہے کہ عند التعارض وہ حدیث متصل کو ترجیح دیتے ہیں [۲]

مرسل احادیث کی طرح امام شافعیؒ نے متعارض احادیث کے لئے اصول مقرر فرمائے۔ امام ابو حنیفہؒ کو کوفہ کی حدیثوں پر اعتماد تھا اور امام مالکؒ کو مدینہ اور حجاز کی روایات پر یقین تھا۔ لیکن امام شافعی نے اپنا نقطہ نظر یوں بیان کیا کہ صحیح اور متصل روایت خواہ کوفہ کی ہو، بصرہ یا مصر کی ہو، شام یا حجاز کی ہو، قابل قبول ہے۔ آپ نے یہ قاعدہ بھی مقرر کیا کہ اگر ایک حدیث میں کچھ الفاظ کم ہوں اور دوسری روایت میں کچھ الفاظ زائد ہوں تو

---

[۱] حیات ابن قیم ص ۳۵۲ [۲] ایضاً ص ۲۵۶

ان زیادہ الفاظ کا راوی اگر پہلی روایت کے راوی سے معتبر اور مستند نہ ہو تو ایسے زائد الفاظ کی روایت ناقابلِ قبول ہو گی۔[1]

آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اگر دو احادیث میں تعارض ہو تو بلا دلیل کسی حدیث کو رد نہ کیا جائے جہاں تک ممکن ہو سکے ان دونوں کے احکام میں تطبیق کی کوشش کی جائے۔

اسی طرح آپ نے تطبیق کے اصول و قواعد مقرر کئے اور ایک کتاب "اختلاف الحدیث" لکھی۔ جو کتاب الام کے حاشیہ پر طبع ہوئی۔ آپ نے اس میں مندرجہ ذیل اصول بیان کئے ہیں:۔

۱۔ اگر دونوں روایتوں میں تطبیق ممکن نہ ہو تو بلحاظ شہرت و کثرت طریقہ ہائے اسناد جو روایت ثابت ہو گی وہ قابلِ قبول ہو گی۔

۲۔ دونوں روایتوں کے راویوں میں اس پر لحاظ کرنا چاہیئے کہ ان میں سے زیادہ حافظ، محتاط اور بلند پایہ کون ہے۔

۳۔ یہ بھی دیکھا جائے گا کہ کسی روایت کے راویوں کی عدالت اور دیانت پر اتفاق ہے اور کس کی ثقاہت میں اختلاف ہے۔

۴۔ یہ بھی دیکھا جائے کہ کس راوی نے اپنے شیخ سے وہ حدیث صغر سنی میں سنی اور کس نے پختہ عمر میں۔

۵۔ کس راوی نے بالمشافہ اپنے شیخ سے سنی ہے اور کس نے بالواسطہ۔

۶۔ اگر دو راوی ہوں ایک صرف واقعہ نقل کرے اور دوسرا اس واقعہ سے متعلق ہو تو دوسرے راوی کی رائے قابلِ ترجیح ہو گی۔

۷۔ اگر دو روایتیں ہوں حجازی اور عراقی، تو حجازی روایت کو ترجیح ہو گی۔ اگرچہ بصحت سند و رجال ہر حدیث قابلِ قبول ہے لیکن حجازی کی روایت کو اس لئے ترجیح دی جائے گی کہ بیشتر صحابہ مدینہ میں تھے۔

۸۔ ایسی دو روایتیں ہوں کہ ایک پر شیخین کی خلافت تک بلا چون و چرا عمل ہوا ہو اور دوسری ایسی نہ ہو تو پہلی کو ترجیح ہو گی۔ ۹۔ ایک راوی مشائخ سے روایت کرتا ہے اور دوسرا اسی شہر کے کم فہم اشخاص سے تو پہلی روایت معتبر ہو گی ــــ مندرجہ بالا چند قوانین ہیں جو امام شافعیؒ نے متعارض احادیث کے متعلق مقرر کئے اسی طرح آپ نے احادیث میں ناسخ و منسوخ کی بحث نے جو مسائل پیدا کر دیئے تھے اس کیلئے بھی آپ نے چند اصول متعین فرمائے جو کہ درج ذیل ہیں:۔ ۱۔ یہ کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بنفس نفیس یہ ارشاد فرمایا کہ پہلے میرا حکم یہ تھا اور میں یہ حکم دیتا ہوں۔ ۲۔ بصحت سند اکثر صحابہ سے یہ مروی ہو کہ ابتداءً ہمیں یہ حکم دیا گیا تھا اور پھر بعد میں یہ حکم دیا گیا۔ ۳۔ یہ کہ امت کا اس پر اجماع ہو۔

---

[1] سیرۃ ائمہ اربعہ ص ۴۹۵

محفوظ قابلِ اعتماد مستعد بندرگاہ

بندرگاہ کراچی

جہازرانوں کی جنت

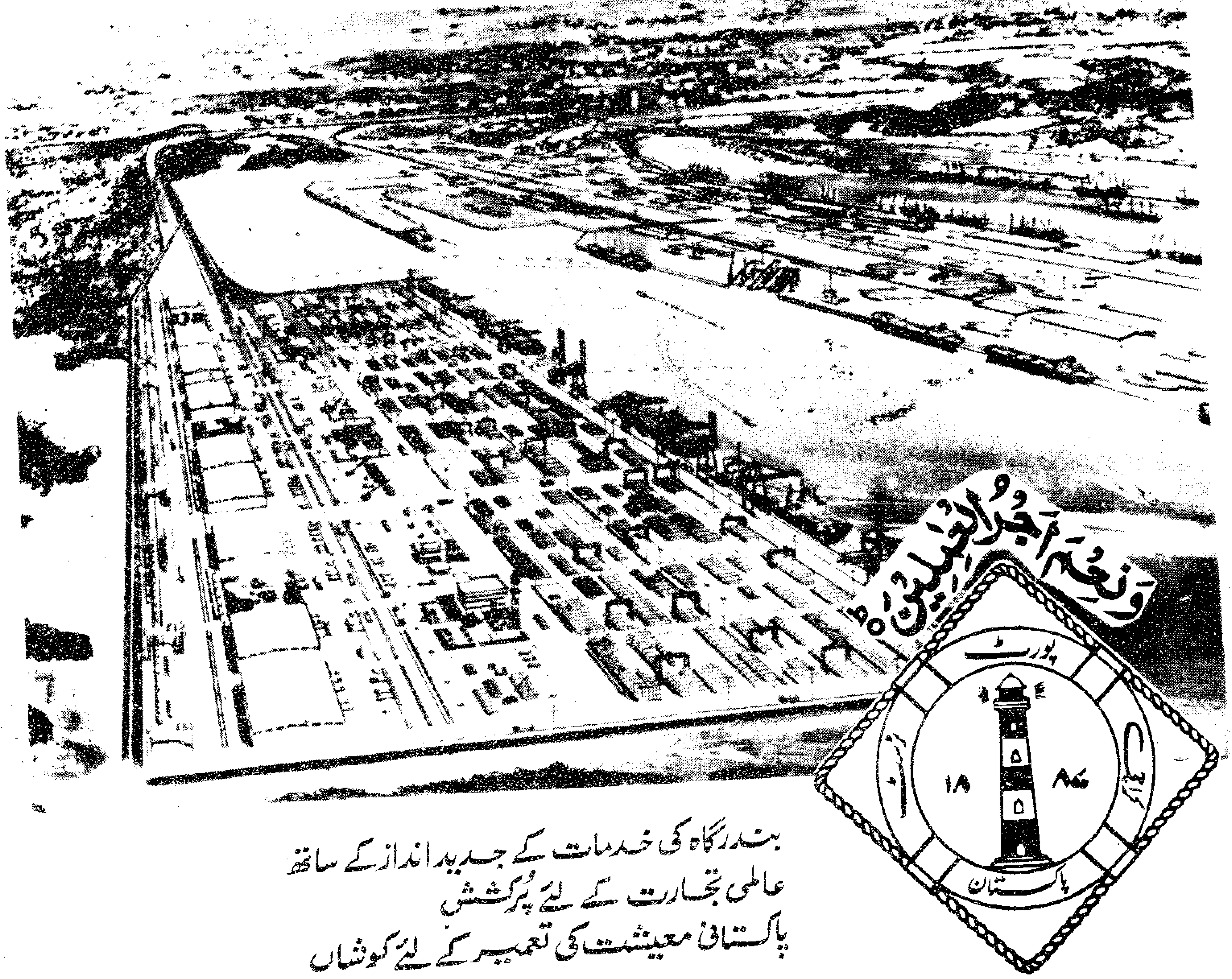

بندرگاہ کی خدمات کے جدید انداز کے ساتھ
عالمی تجارت کے لئے پُرکشش
پاکستانی معیشت کی تعمیر کے لئے کوشاں

ہماری کامیابیوں کی بنیاد

- انجنیئرنگ میں کمالِ فن
- مستعد خدمات
- جدید ٹیکنالوجی
- باکفایت اخراجات
- مسلسل محنت

۲۱ ویں صدی کی جانب رواں

بمع

جدید مربوط کنٹینر ٹرمینلز
نئے میرین پروڈکٹس ٹرمینل
بندرگاہ کراچی ترقی کی جانب رواں

4 / 88. PID - Islamabad